

## دوستی کا پھل (شفیع عقیل)

# 12

### مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
لوک داستان	وہ بن لکھی سبق آموز عوامی داستان جو سینہ بہ سینہ چلی آتی ہے۔ اس کے مصنف کا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ معاشرے میں اچھے رویے پروان چڑھاتی ہے۔
کھوہ	درخت کے اندر کا کھوکھلا غار نما حصہ۔ گڑھا
تلملا کر رہ جانا	بچ و تاب کھانا
آن کی آن میں	یک لخت۔ اچانک۔ فوراً
آؤدیکھانہ تاؤ	جھٹ پٹ۔ بغیر سوچے سمجھے فوراً
مارا مارا پھرنا	آوارہ در بدر پھرنا
آنکھیں پھٹی کی پھٹی	ہکا ہکا رہ جانا، حیران ہونا
رہ جانا	
گدھ	چیل کی قسم کا مردار خور پرندہ
ماں جایا	ایک ماں سے جنم شدہ حقیقی بھائی
حواس باختہ ہونا	سخت گھبرا جانا
بھاڑ میں جائے	آگ لگ جائے۔ جل جائے۔ لائق کے اظہار کے لیے بولتے ہیں۔
الٹے پاؤں بھاگنا	تیز بھاگنا
بھانپ جانا	تیور دیکھ کر اندازہ لگا لینا، جان لینا
الاؤ	آگ کا ڈھیر
وقت پڑنا	مشکل وقت آنا
سنگی	دوست، رفیق، ساتھی



(بورڈ 2007,08,09,10,17,18,22)

خلاصہ:

شفیع عقیل کا شمار مشہور نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی لوک کہانیوں کے تراجم بہت مقبول ہیں۔ سبق دوستی کا پھل لوک کہانی ہے جس میں باہمی دوستانہ تعلقات کی افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کسی جنگل میں ایک کبوتر اور کبوتری درخت پر گھونسل بنائے زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب کبوتری نے انڈے دیے تو اس کے دل میں خدشہ پیدا ہوا کہ کوئی اس کے انڈوں کو نقصان نہ پہنچائے، اس امر کا ذکر اس نے کبوتر سے کیا۔ کبوتر نے کبوتری کے موقف کی تائید کی دونوں کو کسی ایسے دوست کی ضرورت محسوس ہوئی جو مصیبت میں ان کے کام آئے۔ قریب فقط گدھوں کا ایک جوڑا رہتا تھا۔ کبوتر ان سے جا کر ملا دوستی کی خواہش ظاہر کی گدھوں کے جوڑے نے بھی خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا اور ان کے درمیان دوستی اور امداد و تعاون کا عہد ہو گیا۔

گدھ نے کبوتر کو مشورہ دیا کہ قریب کے ایک درخت کی کھوہ میں ایک سانپ رہتا ہے اگر وہ بھی ہمارا دوست بن جائے تو ہم بہت سے خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔ کبوتر کو بھی یہ تجویز پسند آئی چنانچہ اسی وقت کبوتر اور گدھ دونوں سانپ سے جا کر ملے سانپ نے بڑے غور سے ان کی باتیں سنیں اور کہنے لگا کہ دوستی معمولی بات نہیں اس میں تو بعض اوقات ایک دوسرے کے لیے جان تک دینا پڑتی ہے۔ کبوتر اور گدھ نے اسے یقین دلایا کہ وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہیں تو سانپ نے بھی ان سے دوستی نبھانے کا عہد کر لیا۔ اب کبوتری مطمئن ہو گئی کہ انڈوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے وہ اکیلے نہیں ہیں۔

چند دنوں کے بعد انڈوں سے بچے نکل آئے۔ کبوتر اور کبوتری دن رات ان کی حفاظت کرتے۔ ایک دن ایک شکاری اس طرف آنکلا۔ اس روز اسے کوئی شکار نہیں ملا تھا۔ وہ خالی ہاتھ گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نہ کسی پرندے کے بچے ہی لے چلوں۔ شام کے جھٹ پٹے میں اس نے گھونسل تو دیکھ لیا لیکن رفتہ رفتہ تاریکی گہری ہونے لگی۔ شکاری کو روشنی کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ درخت پر چڑھ کر گھونسلے تک پہنچ سکے۔ اس نے گھاس پھوس جمع کی اور اسے آگ لگائی۔ کبوتر اور کبوتری نے خطرہ محسوس کیا تو اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت قریبی دریا سے پروں میں پانی بھر لائے اور آگ بجھانے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں آگ بجھ گئی۔ درخت پر چڑھتا ہوا شکاری نیچے اتر آیا۔

شکاری نے اب ذرا موٹی لکڑیاں اکٹھی کیں اور آگ جلائی۔ خطرہ بڑھتے دیکھ کر کبوتر اور کبوتری نے گدھوں کے جوڑے کو اطلاع کی تو وہ فوراً مدد کو آ پہنچے اور دریا سے پروں میں پانی بھر بھر کر لانے لگے۔ آگ ایک دفعہ پھر بجھ گئی اور شکاری کو ناکام درخت سے اترنا پڑا۔ اس تک دو دو میں شکاری تھک گیا چنانچہ اس نے رات جنگل میں بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور درخت کے نیچے ہی سونے کی تیاری کرنے لگا۔ کبوتر اور گدھ اس کے ارادے کو بھانپ گئے انھوں نے سانپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ سانپ نے انھیں تسلی دی اور گھر واپس جانے کا مشورہ دیا۔

صبح جب شکاری بیدار ہو کر درخت کی طرف بڑھا تو کیا دیکھا کہ ایک سانپ درخت کے تنے سے لپٹا ہوا پھنکار رہا ہے تو وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ دوستی کی وجہ سے کبوتر نہ صرف سکھ چین کی زندگی گزار رہے ہیں بلکہ دوستی اور امن کے سفیر بھی سمجھے جاتے ہیں۔ (پنجابی لوک داستانیں)

## پیرا گراف کی تشریح

اقتباس: ”سچ تو یہ ہے کہ کبوتری کی بات کبوتر کے دل کو لگ گئی تھی۔ آج تک اس کا اس طرف دھیان ہی نہ گیا تھا اور اب کبوتری کے کہنے پر اسے بھی احساس ہونے لگا تھا کہ کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہونا چاہیے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے ارد گرد کے قریبی علاقے کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہاں کون کون رہتا ہے؟ کچھ پرندے اس کے ذہن میں آئے لیکن وہ وہاں سے کافی فاصلے پر رہتے تھے۔ اس لیے ان سے دوستی کرنا یا نہ کرنا



برابر تھا کیوں کہ وقت پڑنے پر انھیں اطلاع بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔“  
حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: دوستی کا پھل  
مصنف کا نام: شفیع عقیل

سیاق و سباق:

کسی جنگل میں کبوتر اور کبوتری رہا کرتے تھے۔ کبوتری نے انڈے دیے۔ ان انڈوں کی دیکھ بھال کے لیے کبوتری نے کبوتر کو جنگل میں دوست بنانے کا مشورہ دیا تاکہ وہ دونوں اور ان کے انڈے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ گدھ اور سانپ سے دوستی کر لی۔ ایک روز ایک شکاری اس درخت کے نیچے آ نکلا جس پر کبوتر اور کبوتری کا گھونسا تھا۔ رات ہونے کی وجہ سے اس نے درخت کے نیچے آگ جلائی جسے دو مرتبہ کبوتر اور کبوتری نے ذریعہ سے اپنے پروں میں پانی لا کر بجھا دیا۔ شکاری نے آگ تیز کی تو کبوتر اور کبوتری نے سانپ اور گدھ کی مدد چاہی۔ شکاری رات کو یہ ارادہ کر کے سو گیا کہ صبح دن کی روشنی میں پرندے نکال لوں گا۔ صبح اٹھا تو درخت کے قریب سانپ کو دیکھ کر شکاری اپنی جان بچانے کی خاطر وہاں سے بھاگ گیا۔ اس طرح کبوتر اور کبوتری نہ صرف سکھ چیں سے زندگی بسر کرنے لگے بلکہ دوستی اور امن کے سفیر بھی کہلائے۔

تشریح: شفیع عقیل کا شمار مشہور نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی لوک کہانیوں کے تراجم بہت مقبول ہیں۔ سبق دوستی کا پھل لوک کہانی ہے جس میں باہمی دوستانہ تعلقات کی افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں مصنف کہتے ہیں کہ یہ آرزو ہر کسی کے دل میں ہوتی ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہو جو مشکل میں اس کے کام آئے۔ اگر کوئی مصیبت پڑے تو وہ اس کی مدد کرے اور اس مصیبت سے اسے نکلنے میں مدد دے۔ ایسی ہستی دوست کہلاتی ہے۔ شفیع عقیل پرندوں کی کہانی کی مدد سے ہمارے سامنے دوستی کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ کسی جنگل میں ایک بڑے درخت پر کبوتر اور کبوتری خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب کبوتری نے انڈے دیے تو اسے یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں کوئی میرے انڈے نہ لے جائے۔ یہی انڈے ان کے لیے بہت قیمتی سرمایہ تھے کیوں کہ ان کی افزائش نسل کا تعلق انھیں انڈوں سے تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کبوتری کے خدشات بڑھتے گئے۔ مامتا کے جذبات نے اسے مجبور کیا کہ وہ ان انڈوں کی حفاظت کی کوئی سبیل کرے۔ چنانچہ کبوتری نے کبوتر کو مشورہ دیا کہ ہمیں کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی سے دوستی کرنی چاہیے تاکہ بوقت مصیبت محفوظ رہ سکیں۔ کبوتر نے اس پہلو پر کبھی غور نہ کیا تھا لیکن اس وقت کبوتری کی بات اس کو بھلی لگی۔ جواباً کبوتر نے کہا کہ ہماری برادری کا اس جنگل میں کوئی پرندہ نہیں ہے۔ کبوتری نے مشورہ دیا کہ کوئی بات نہیں دوسری برادری کے پرندوں یا جانوروں سے بھی تو دوستی ہو سکتی ہے۔ کبوتر نے سوچ بچار شروع کر دی۔ دن رات اس کھوج میں لگا رہا کہ آخر ہماری دوستی کس سے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اچانک اسے یاد آیا کہ ہماری برادری کے پرندے رہتے تو ہیں لیکن وہ بہت دور ہیں ان سے دوستی کرنے یا نہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیوں کہ وہ خوشی غمی میں شریک نہیں ہو سکتے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ قریب رہنے والے ہی مؤثر ثابت ہوتے ہیں، دور کے رہنے والے رشتے داروں سے قریبی غیر نسل کے لوگ بہتر ہیں کیوں کہ خوشی غمی میں وہ برابر شریک ہوتے ہیں۔ کافی سوچ بچار کے بعد کبوتر نے قریبی درختوں پر رہنے والے گدھوں سے دوستی کر لی۔ کبوتر اور گدھ کی دوستی ناممکن ہے لیکن اس دوستی کو مصنف نے علامتی دوستی قرار دیا ہے۔ حقیقت میں وہ یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ دوستی کا معیار بلا تفریق مذہب و ملت قائم کرنا چاہیے۔ مزاج کے لحاظ سے گدھ کبوتروں کے دشمن ہیں لیکن دوستی کی پاسداری کے لیے وہ ان کی ہر مصیبت میں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ کبوتر کی گدھوں اور سانپ سے دوستی مؤثر ثابت ہوئی کیوں کہ جب شکاری نے کبوتر اور کبوتری پر حملہ کرنا چاہا تو ان کے دوست گدھ اور سانپ ہی نے ان کی زندگی بچائی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سانپ اور گدھ جان لیوا مخلوق ہیں لیکن کبوتر نے ان کے عیب نہیں



دیکھے بلکہ ان کی دوستی کا معیار دیکھا ہے۔ آج اگر انسان بھی کبوتر، گدھ اور سانپ کی طرح ایک دوسرے سے دوستی کر لیں تو کوئی شک نہیں کہ انسان کی زندگی پرسکون گزرے اور انسان ہر قسم کے بیرونی خطرات سے محفوظ رہے۔

آج انسانوں کو چاہیے کہ وہ بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے دوستی کو فروغ دیں۔ ایسی مخلوق جو شعور نہیں رکھتی، اگر ان کے درمیان دوستی قدر مشترک ہو سکتی ہے تو انسانوں کے درمیان یہ ناممکن کیوں ہے؟

سماجی زندگی بسر کرتے ہوئے انسان کے دوسرے انسانوں سے مختلف نوعیت کے تعلقات تشکیل پاتے ہیں۔ یہ خونی رشتے بھی ہوتے ہیں، جذباتی رشتے بھی، روایتی رشتے بھی اور ضرورت کے رشتے بھی۔ اچھے بُرے ہر طرح کے لوگوں سے انسانوں کا واسطہ پڑتا ہے لیکن انسان چاہتا ہمیشہ یہی ہے کہ جن لوگوں سے اس کا تعلق ہو وہ مصیبت میں کام آنے والے ہوں۔ جو اس کے مسائل کو حل کرنے میں اس کے معاون ہوں۔ دکھ سکھ کے ساتھی ہوں۔ جن کے سامنے وہ ہر بات کہہ سکے۔ جن کے بارے میں اسے یقین ہو کہ اگر مشکل میں میں نے انھیں آواز دی تو وہ ضرور میری مدد کو پہنچیں گے۔ یہ احساس انسان کے لیے زندگی آسان بنا دیتا ہے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔ ”غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں ہے۔“

**اقتباس:** ”کبوتر گدھوں کے جوڑے کو ساتھ لے کر آیا تو انھوں نے دیکھا کہ آگ پوری طرح جل رہی تھی اور اس کی روشنی میں شکاری درخت پر چڑھ رہا تھا۔ دونوں گدھ کبوتر اور کبوتری کے ساتھ جلدی جلدی دریا پر گئے اور انھوں نے اپنے بڑے بڑے پروں میں پانی بھر کے لا کر آگ پر پھینکنا شروع کر دیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں جلتی ہوئی آگ بجھ گئی۔ یہ دیکھ کر شکاری تلملا کر رہ گیا۔ مصیبت یہ تھی کہ اب اندھیرا بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ پھر یہ بھی تھا کہ شکاری بار بار درخت پر چڑھنے میں تھک چکا تھا۔“

**حوالہ متن:**

**سبق کا عنوان:** دوستی کا پھل

**مصنف کا نام:** شفیع عقل

**سیاق و سباق:** درج بالا پیرا گراف کے ساتھ لکھا گیا سیاق و سباق اس پیرا گراف کے لیے بھی مناسب ہے۔

**تشریح:** شفیع عقل کا شمار مشہور نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی لوک کہانیوں کے تراجم بہت مقبول ہیں۔ سبق دوستی کا پھل لوک کہانی ہے جس میں باہمی دوستانہ تعلقات کی افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں مصنف کہتے ہیں کہ کبوتری نے اپنی جان اور انڈوں کے دفاع کے لیے کبوتر کو کسی سے دوستی کرنے پر مجبور کیا تو کبوتر کو کبوتری کی بات اچھی لگی۔ دوستی کی تلاش میں اسے اپنی برادری کا کوئی پرندہ نظر نہ آیا۔ اگر اپنی برادری کے چند پرندے تھے بھی تو وہ بہت دور تھے اور وہ کسی بھی خوشی یا غمی میں بروقت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ چنانچہ کبوتر نے گدھوں اور سانپ سے دوستی قائم کر لی۔ ان تینوں کے درمیان معاہدہ یہ ہوا کہ جب کبھی کسی پر مصیبت آئے گی تو تینوں ایک جان ہو کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ بروقت بتا کر نہیں آیا کرتا۔ بد قسمتی سے ایک دن ایک شکاری نے کبوتر اور کبوتری کے بچوں پر حملہ کرنا چاہا، شام کے بڑھتے ہوئے اندھیرے میں شکاری کو کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کو ترکیب یہ سوچھی کہ اس نے درخت کے نیچے آگ جلائی تاکہ آگ کی روشنی میں وہ اپنے شکار تک پہنچ جائے۔ جب آگ جلائی تو کبوتر اور کبوتری کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ موقع محل کی نزاکت دیکھ کر انھوں نے گدھوں کو اطلاع دی اور مدد چاہی۔ کبوتر اور گدھ جب اکٹھے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ آگ پوری طرح جل رہی تھی اور شکاری آگ کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر اپنے شکار کے تعاقب میں درخت پر چڑھ رہا ہے۔ پہلے کبوتروں نے اپنی مدد آپ کے تحت آگ بجھانے کی کوشش کی۔ پھر گدھ کی مدد حاصل کی جنھوں نے اپنے بڑے بڑے پروں میں پانی بھر اور اس آگ پر چھڑکنا شروع کر دیا۔ پانی کا ہر قطرہ ان کی جان کا محافظ بننے لگا دیکھتے ہی دیکھتے گھپ اندھیرا ہو گیا کیوں کہ آگ مکمل طور پر بجھ چکی تھی۔ گویا جو مخلوق بھی اپنی مدد آپ کرنے کی



عادی ہوتی ہے، خدا اس کی مدد کرتا ہے اور وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن سے بھی محفوظ رہ سکتی ہے۔ شکاری سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی جلائی ہوئی آگ بجھے گی لیکن اچانک بجھی ہوئی آگ کو دیکھ کر اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ درخت پر بار بار اترنے چڑھنے سے شکاری کافی حد تک تھک چکا تھا۔ اس کی اس تھکاوٹ اور غفلت نے اس کو اپنے مشن میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ ممکن ہے کہ اگر شکاری اپنا مشن جاری رکھتا تو کامیاب ہو جاتا لیکن جو خواب غفلت میں سو جاتے ہیں وہ کبھی اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ ایسے لوگوں کے مقابلے میں کبوتر اور گدھ جیسی مخلوق بھی کامیاب ہو جاتی ہے۔ دراصل کبوتر اور کبوتری کا بچ جانا ان کی باہمی دوستی کی وجہ سے ہوا۔

## کثیر الانتخابی سوالات

1- شفیق عقیل پیدا ہوئے:

(A) 1931ء میں (B) 1930ء میں (C) 1932ء میں (D) 1927ء میں

2- پڑوسیوں کا باہمی رشتہ ہوتا ہے:

(A) سگوں جیسا (B) تکلف کا (C) مروت کا (D) بیگانوں کا

3- سانپ رہتا تھا:

(A) بل میں (B) درخت کی کھوہ میں (C) غار میں (D) گھر میں

4- سانپ نے کبوتر اور گدھ کی دوستی قبول کر لی:

(A) فوراً (B) سوچ بچار کے بعد (C) خوشی خوشی (D) جھکتے جھکتے

5- شکاری نے آگ جلائی:

(A) ایک بار (B) دو بار (C) تین بار (D) چار بار

6- کبوتر اور کبوتری آگ بجھانے کے لیے پروں میں پانی لائے:

(بورڈ 2017ء)

(A) نہر سے (B) دریا سے (C) کنویں سے (D) جھیل سے

7- سانپ سے مدد لینے کے بارے میں مشورہ دیا:

(A) کبوتر نے (B) کبوتری نے (C) گدھ نے (D) مادہ گدھ نے

8- گدھ کبوتر کی مصیبت سن کر مدد کے لیے تیار ہو گیا:

(A) فوراً (B) سوچ بچار کے بعد (C) بحث و تکرار کے بعد (D) B اور C دونوں

9- سانپ پھنکار رہا تھا:

(A) شکاری کے سرہانے (B) درخت سے لپٹ کر (C) زمین پر (D) گھونسے کے پاس

10- امن اور دوستی کے پیغام کے لیے استعمال ہوتے ہیں:

(A) فاختہ (B) کبوتر (C) طوطے (D) مینا

11- دوستی کا پھل کہانی لکھی ہے:

(A) شفیق عقیل نے (B) ہاجرہ مسرور نے (C) سلمان ندوی نے (D) احمد ندیم قاسمی نے

- 12- براوقت کسی کو بتا کر نہیں آتا۔ یہ جملہ کہا:  
(A) کبوتر نے (B) کبوتری نے (C) گدھ نے (D) سانپ نے
- 13- کبوتر اور کبوتری رہتے تھے:  
(A) جنگل میں (B) صحرا میں (C) مسجد کے گنبد پر (D) چٹانوں میں
- 14- کبوتری نے کمی محسوس کی:  
(A) دوستوں کی (B) سنگی ساتھی کی (C) رشتہ داروں کی (D) اپنوں کی
- 15- کبوتری فکر مند رہنے لگی:  
(A) جب اس نے انڈے دیے (B) بچے نکلنے پر (C) شکاری آنے پر (D) جنگل میں رہنے پر
- 16- کبوتر اور گدھ پانی بھر کر لائے:  
(A) پروں میں (B) چونچ میں (C) برتن میں (D) پنجوں میں
- 17- ”دوستی کا پھل“ صنف ادب ہے:  
(A) داستان (B) ناول (C) لوک داستان (D) افسانہ
- 18- پڑوسیوں کے درمیان تعلقات ہونے چاہئیں:  
(A) دوستانہ (B) خلوص و اعتماد کے (C) بیگانوں جیسے (D) دشمنوں جیسے
- 19- شکاری درخت پر نہ چڑھ سکا:  
(A) اندھیرا ہونے کی وجہ سے (B) ڈر کی وجہ سے (C) سردی کی وجہ سے (D) اسے درخت پر چڑھنا نہیں آتا تھا
- 20- کبوتر، گدھ اور سانپ میں قدر مشترک تھی:  
(A) دوستی (B) دشمنی (C) جنس (D) نسل
- 21- شکاری کا کردار علامت ہے:  
(A) دوستی کی (B) لالچ کی (C) شکاری (D) بیرونی خطرے کی
- 22- کبوتری کو کس بات کی فکر لگی رہتی تھی:  
(A) جان کی (B) بچوں کی (C) انڈوں کی (D) طوفان کے آنے کی (بورڈ 2018ء)
- 23- شفیق عقیل فوت ہوئے:  
(A) 2003ء (B) 2010ء (C) 2013ء (D) 2015ء

### جوابات

B	-6	C	-5	B	-4	B	-3	A	-2	B	-1
B	-12	A	-11	B	-10	B	-9	A	8	B	-7
A	-18	C	-17	A	-16	A	-15	B	-14	A	-13
		C	-23	C	-22	D	21	A	20	A	-19